اکیسویں صدی کا سوشلزم

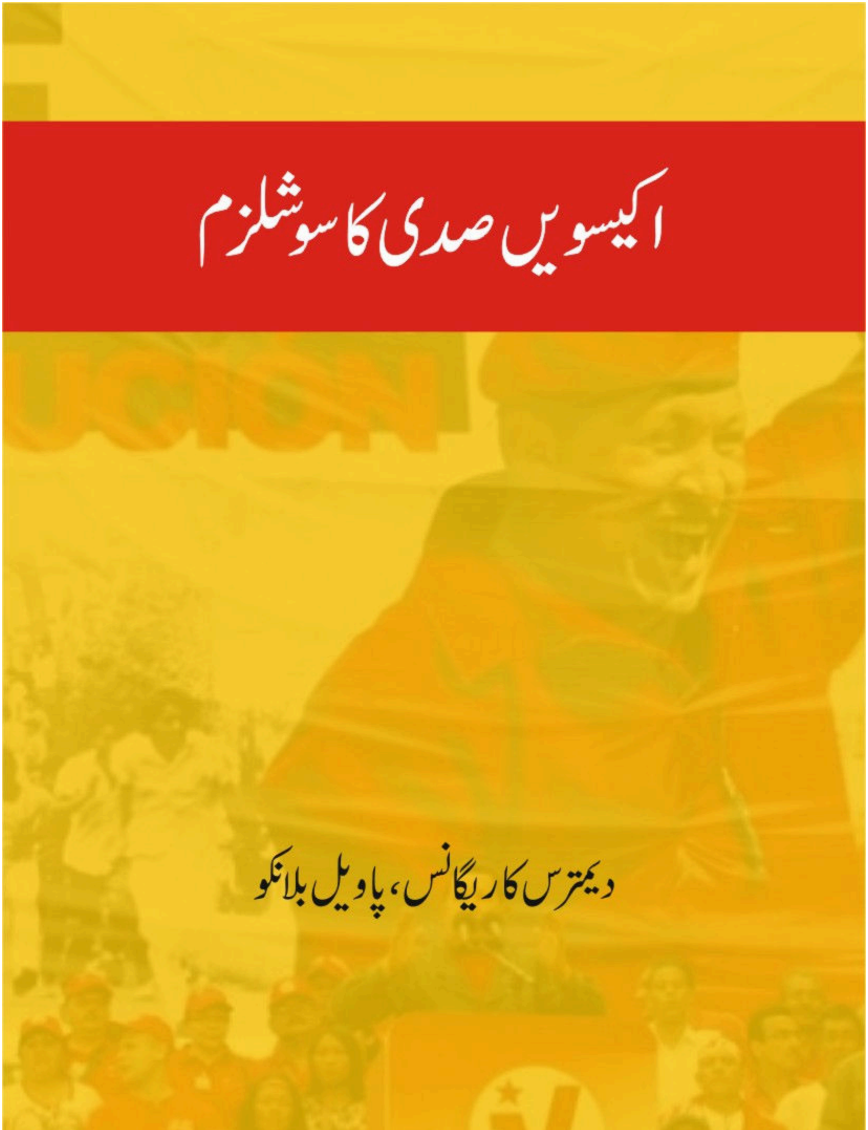

دیمترس کاریگانس، پاویل بلانکو

اکیسویں صدی کا سوشلزم کیا ہے؟

دیمترس کاریگانس اور پاویل بلانکو

(مترجم: شاداب مرتضی)

بیسویں صدی کے آخر میں عالمی ردِ انقلاب نے نظریاتی میدان میں "تاریخ کے خاتمے" کے نظریے کو تقویت دی۔ اس مہم کا مقصد سرمایہ دارانہ نظام کے ابدی ہونے کی تصدیق کرنا تھا۔ اس مہم کا محور مارکسزم۔لینن ازم کی صداقت پر سوال اٹھانا تھا۔ اس کا مقصد محنت کش طبقے اور مظلوم عوام کو ان کی آزادی کی جدوجہد میں غیر مسلح کرنا تھا۔ اسے "نظریے کے خاتمے" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ سامراج کے خدمت گزار مفکرین کے ذریعے تیار کردہ اس ڈھونگ کی بنیاد یہ تھی کہ اس بحران کے اثرات کو استعمال کرتے ہوئے کمیونزم کے نظریے اور سوشلزم کی تعمیر کے اس عمل کو بدنام کیا جائے جو سوویت یونین اور یورپ، ایشیاء اور افریقہ کے دیگر ملکوں میں مزدور طبقے کی عارضی پسپائی کی جانب لے گیا تھا۔

اسی دوران، ان وقتی الجھنوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جو مزدور تحریک اور کمیونسٹ پارٹیوں میں سرائیت کر گئی تھیں، جن میں سے کئی پارٹیاں خود کو سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں میں بدلنے کے لیے اپنی شناخت اور مقاصد سے دستبردار ہو گئیں تھیں، اس نے نئی قسموں کے غالب نظریوں کے ابھار کی نشوونما کی، جیسے کہ "پوسٹ ماڈرن ازم" یا اسی قسم کے دیگر نظریات، تاکہ نا صرف یونیورسٹیوں اور سکولوں اور فن و ثقافت پر اثر انداز ہوا جائے بلکہ ٹریڈ یونینوں، عوامی تحریکوں اور تنظیموں، بائیں بازو کی سیاسی قوتوں اور ترقی پسند دانشوروں میں نفوذ کر کے کمیونسٹ اور مزدور تنظیموں کو منفی طور پر متاثر کیا جا سکے۔

تاہم سامراجی حکمتِ عملی کے عمومی مقصد کو حاصل نہیں کیا جا سکا کیونکہ حقیقت کو جکڑا نہیں جا سکتا اور طبقاتی جدوجہد ایک لمحے کے لیے بھی نہیں رُکی، اس حقیقت کے باوجود کہ وقتی طور پر کامیابی حاصل کرنے والے ردِ انقلاب نے تاریخی

واقعات کو اپنے حق میں استعمال کرنے کے لیے انہیں پروپیگنڈہ کے ساتھ مسخ کیا۔ دیوارِ برلن کے انہدام کے بیس سال بعد اور عقل دشمنی کی اس تمام یلغار کے باوجود آج سرمایہ دارانہ نظام بحران سے دوچار ہے اور تمام براعظموں میں مزدور طبقے کی کمیونسٹ اور سامراج مخالف تحریکیں اس کا سامنا کر رہی ہیں۔ تاہم، ثانوی انداز سے، الجھنوں کے اس دور نے ایسی ذرخیز زمین کے طور پر کام کیا جن میں ان خیالات کی نشوونما ہوئی جو آج دنیا بھر کی عوام اور بین الاقوامی مزدور طبقے کی جدوجہد کو نئی مفید سطح پر لے جانے کی راہ میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔

یہ نئے خیالات نام نہاد "اکیسویں صدی کے سوشلزم" میں آکر اکھٹے ہوتے ہیں۔ اس نام نہاد "اکیسویں صدی کے سوشلزم" کے تصور کو سیاسی اور نظریاتی بہاؤ کی کسی ایک قسم کی نظریاتی وضاحت کی حیثیت سے شناخت نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ان مختلف قسموں کے تصورات پر مشتمل ہے جو مارکس ازم۔لینن ازم سے اور بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک سے عداوت رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر متعدد ٹراٹسکائی گروہ، نئے بائیں بازو کے وارث، "لاطینی امریکی "مارکسی" تحریک پرستی" اور نئے انارکزم (نراجیت) کے طرفدار ایسے دانشور جو تعلیمی ڈھانچے میں تخلیق کیے گئے اپنے خیالات کو سماجی افعال کے لیے لازمی اور بنیادی تصور کرتے ہیں۔

ان تصورات کی سرپرستی کو کسی ایک فکری دھارے سے یا کسی ایک واحد مصنف سے منسوب نہیں کیا جاسکتا حالانکہ اس کے تمام مصنفوں نے لاطینی امریکہ، خصوصاً وینزویلا، بولیویا اور ایکواڈور میں جاری تحریکوں کو اپنے خیالات کے محور کے طور پر پیش کیا ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی اپنے تصورات کو عالمی قرار دیے جانے کے دعوے کی تردید نہیں کرتا اور نہ ہی اس بات کی کہ کوئی بھی چیز جو ان تصورات کے دائرے سے باہر ہے اسے ناقابلِ عمل قرار دے کر نااہل کر دیا جائے۔ ان کے نکتہ نظر کا ایک اور عنصر یہ ہے کہ یہ سب اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ان کا نکتہ نظر "نیا"، "تخلیقی" اور "خالص" ہے۔ اس کے مقابلے میں، بیسویں صدی کی مزدور تحریک اور مارکس ازم۔لینن ازم کے خیالات ان کی نظر میں پرانے اور فرسودہ ہیں۔

طبقاتی جدوجہد کے دوران، جب سے سماجی ترقی کے حالات نے تاریخ کے مادی تصور کی تخلیق کو ممکن بنایا، یہ پہلی بار نہیں ہوا ہے کہ کمیونسٹوں کو ایسے فکری رجحانوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جو سوشلزم کے نام پر پیٹی بورژوا طبقے (چھوٹی نجی ملکیت

والے طبقے) کے نکتہ نظر کو پیش کرتے ہیں۔ یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے کہ انقلاب اور اصلاح پسندی ایک دوسرے کا سامنا کر رہے ہیں۔

گزشتہ دس سالوں کے دوران لاطینی امریکہ کے متعدد ملکوں میں (وینزویلا، بولیویا، ایکواڈور، نکاراگوا، یوراگوئے، پیراگوئے، چلی، ارجنٹینا، برازیل اور حال ہی میں ال سلواڈور، ہونڈورس) ہر ملک میں مختلف سطح اور گہرائی پر ہونے والی مثبت تبدیلیوں نے اہم توقعات اور اس کے ساتھ ساتھ مختلف الجھنوں اور توہمات کو پوری دنیا میں جنم دیا ہے۔ اس نئی صورتحال کی بنیادی خاصیت امریکی سامراج کی مخالفت ہے۔ تاہم، یہ خاصیت سامراج کے تصور کو امریکہ تک محدود کر دیتی ہے اور امریکہ کو ایک "سلطنت" کے طور پر متعین کرتی ہے۔ عالمی سامراجی نظام کے باہمی انحصار کے ڈھانچے میں ہر ملک انحصار کے رشتوں کے جس مسئلے کا سامنا کرتا ہے اس کے بارے میں بھی اس کی سوچ غلط اور یکطرفہ ہے۔

طبقاتی نکتہِ نظر، یعنی سرمائے کے مفادات سے نبرد آزما ہونے کے لیے طبقاتی جدوجہد کی لازمیت کی کمی، اس کی واضح خاصیت ہے۔ بیک وقت، ہم عصر دنیا کے غلط تجزیے اور موقع پرست اثرات کے غلبے کی وجہ سے، اس نظریے میں سرمایہ دار طبقے کو غلط انداز سے ایسا قومی سرمایہ دار سمجھا جاتا ہے جو بین الاقوامی اثرات سے مغلوب ہے۔ چنانچہ، سرمایہ دار طبقے کے وہ حصے جو ذرائع پیداوار کے مالک ہیں اور معیشت پر قابض ہیں، وہ عموماً ایسے متحدہ محاذوں میں شرکت کرتے ہیں جن کا مقصد الیکشن جیت کر سرمایہ دارانہ اقتدار کا تختہ الٹنا نہیں ہوتا بلکہ اپنے مفادات کو فروغ دینا اور سرمائے کے ساتھ تنازعے میں، خصوصاً امریکی سرمائے کے ساتھ تنازعے میں، اپنے لیے زیادہ حصہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ برازیل، ارجنٹینا اور چلی سے لے کر، جو اس خطے میں رہنمایانہ کردار ادا کرنے کے دعویدار ہیں، ال سلواڈور، ایکواڈور، بولیویا اور وینزویلا تک، جہاں یہ عمل زیادہ ترقی یافتہ ہے، خطے کے تمام ملکوں میں ایسا ہوتا ہے۔ اپنی سرمایہ دارانہ ترقی کی سطح کی مناسبت سے ہر ملک کے سرمایہ دار طبقے کا یہ مقصد عوام الناس میں پائے جانے والے بے ساختہ اور خودرو سامراج مخالف اور امریکہ مخالف جذبات سے مطابقت رکھتا ہے۔ یہ ان ظالمانہ عوام دشمن پالیسیوں کے نفاذ کے خلاف ردعمل پر مشتمل ہے جنہیں پچھلی دہائیوں میں پورے خطے میں ان سیاسی قوتوں کے ذریعے نافذ کیا گیا جن کے امریکی اجارہ داریوں کے ساتھ اچھے تعلقات تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ، "اکیسویں صدی کے سوشلزم" کے پلیٹ فارم کے شدومد کے ساتھ فروغ کے ذریعے، خصوصا وینزویلا اور بولیویا میں، سوشلسٹ نکتہ نظر کی دھندلی تصویر پیش کی جاتی ہے۔

نیا نظریہ "پرانا" ہے:

آیئے اس "نئے نظریے" کا جائزہ لیں جسے "اکیسویں صدی کا سوشلزم" کہا جاتا ہے اور جسے سرمایہ دارانہ نظام سے سمجھوتہ کرنے والی کئی اصلاح پرست اور موقع پرست سیاسی قوتوں نے، مثلاً یورپین لیفٹ پارٹی نے، غیر حادثاتی طور پر اختیار کر لیا ہے۔ "اکیسویں صدی کے سوشلزم" کے اس نام نہاد نظریے کی تشہیر 1996ء میں ایک جرمن سوشیالوجسٹ "ہانس ڈائٹرچ اسٹیفان" نے کی تھی جو 1977ء سے میکسیکو میں رہائش پذیر تھا اور وہیں درس و تدریس سے وابستہ تھا۔ وہ وینزویلا کے صدر ہیوگو شاویز کے مشیر کے طور پر بھی کام کر چکا ہے۔

یہ نظریہ سوشلسٹ ملکوں میں اقتدار کا تختہ الٹے جانے کے بعد تیار کیا گیا۔ یہ اس من گھڑت مفروضے پر مبنی ہے کہ "سرمایہ داری اور حقیقی سوشلزم نے جمہوریت کے بڑے خسارے کو پیدا کیا ہے اور یہ انسانیت کے ان فوری مسائل کو حل کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں جیسے کہ غربت، بھوک، استحصال، معاشی جبر، سیکس ازم، نسل پرستی، قدرتی وسائل کی تباہی اور حقیقی شراکتی جمہوریت کی کمی"۔ استحصالی نظام (سرمایہ داری) اور سوشلزم کی تعمیر کو، جس نے انسانیت کے لیے عظیم کامیابیاں حاصل کیں اور انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال کے بغیر سماج کے قیام کے لیے راستہ ہموار کیا، ان دونوں کو اکٹھا کر کے ڈائٹرچ اور اس کا نظریہ بیسویں صدی میں سوشلزم کی کامیابیوں کو مکمل طور پر مسترد کر دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "سرمایہ داری اور تاریخی مزدور طبقے کا سماجی پروگرام "ناکام ہو چکا ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ "اب وقت آ گیا ہے کہ مابعدِ سرمایہ دار (پوسٹ کیپٹلسٹ) عالمی سماج کی جانب پیش قدمی کے لیے، عمومی لبرل جمہوریت کے لیے، حکمران طبقے کے کلچر پر قابو پایا جائے"۔

یہ جعلسازی "اکیسویں صدی کے سوشلزم" کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔ ڈائٹرچ کا دعویٰ ہے کہ یہ "مرکب معیشت پر (سرمایہ داری اور سوشلزم کا مرکب)، ملکیت کی متنوع شکلوں پر (سماجی، کوآپریٹو اور نجی ملکیت پر)" مشتمل ہو گا، جس میں، فرضی طور پر، سماجی ملکیت کو ترجیح دی جائے گی اور اس کی بنیاد "محنت کی قدر کے مارکسی نظریے پر مبنی ہو گی جبکہ مارکیٹ اکنامی کے اصولوں کے برعکس، پیداواری اجناس انہیں پیدا کرنے والوں میں جمہوری طریقے سے تقسیم کی جائیں گی"۔

یہ بالکل واضح ہے کہ یہ نظریہ یوٹوپیائی اور من گھڑت ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک ایسے سماج میں جہاں منافع خوری کے لیے ذرائع پیداوار پر نجی ملکیت موجود ہو گی، یعنی سرمایہ دارانہ کاروبار موجود ہو گا، وہاں سماجی ترجیحات کا وجود نہیں ہو سکتا۔ اپنے من گھڑت خیال کو زیادہ پر اثر بنانے کے لیے ڈائٹرچ یہ دعوی بھی کرتا ہے کہ "پبلک سیکٹر پرائیوٹ سیکٹر پر غالب ہو گا" یعنی ریاست میں غالب سماجی پیداوار نجی سرمائے کو مجبور کرے گی کہ وہ عوامی ترقی کے مفاد کی خدمت کرے۔

وہ سوشلزم کی تعمیر میں مرکزی منصوبہ بندی کے لازمی عنصر کے معاملے سے بھی یہ کہہ کر آگے نکل جاتا ہے کہ موجودہ دور کی نئی ٹیکنالوجی کی صلاحیتیں اس مسئلے کو حل کر دیں گی۔ یہ نظریہ موقع پرست اور خیالی تصورات کے "مرکب" پر مشتمل ہے جن پر عملدرآمد ممکن نہیں کیونکہ مرکب، مخلوط، سوشلزم یعنی مارکیٹ کے ساتھ سوشلزم، کا وجود ممکن نہیں۔

تاہم، یہ نظریہ اتنا ہی پرانا ہے جتنی کہ مارکسزم میں کی جانے والی ابتدائی ترمیمیں۔ دراصل یہ سرمایہ داری نظام کی انتظام کاری (مینجمنٹ) کو ایک قسم کا سوشل ڈیموکریٹک "نقاب" پہنانے کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ بہر حال، لاطینی امریکہ کے اور دوسرے ملکوں میں بھی جہاں سیاسی تجربہ کم ہے وہاں کے عوامی حلقوں پر اس نظریے کا بہت اثر ہے۔ یہ اس خیال کا بھی پرچار کرتا ہے کہ نظریاتی غلبے کی ضرورت کے بغیر وسیع پیمانے کے سیاسی اتحاد تشکیل دیے جاسکتے ہیں، گویا سیاسی پالیسی اور نظریے کو ایک بڑی دیوار کے ذریعے ایک دوسرے سے الگ کیا جا سکتا ہے!

یہ بات سمجھنے کے لیے کہ یہ نظریہ دراصل سرمایہ دارانہ نظام کی سوشل ڈیموکریٹک انتظام کاری کی ایک قسم ہے یہ سمجھنا اہم ہے کہ اس "نئے نظریے" کے مطابق ذرائع پیداوار کی ملکیت کس کے پاس ہو گی، کہ طبقاتی نکتۂ نظر سے یہ "نیا نظریہ" کس کے مفادات کی خدمت کرتا ہے۔ "اکیسویں صدی کے سوشلزم" کے طور پر پیش کیے جانے والے اس موقع پرست نظریے میں اس بنیادی معاملے کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ مزدور طبقے کے مفادات، عوامی امنگیں، سرمایہ دار طبقے کے مفادات کے خلاف ہیں اور "شراکتی اور اجتماعی جمہوریت" کے نام پر انہیں یکساں طور پر شناخت نہیں کیا جا سکتا۔ یہ نظریہ اس حقیقت کو فراموش کرتا ہے کہ طبقاتی جدوجہد ناقابلِ مصالحت ہے۔

کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز کی اگر صرف دو تصنیفات "جرمن آئیڈیالوجی" اور "کمیونسٹ پارٹی کا منشور" کا ذکر کیا جائے تو ان میں "سچا سوشلزم"، "رجعتی سوشلزم (جاگیر دارانہ، پیٹی بورژوا سوشلزم)"، "رجعتی یا سرمایہ دارانہ سوشلزم" اور "تنقیدی–یوٹوپیائی کمیونزم اور سوشلزم" کے درمیان موازنہ کیا گیا ہے۔ مارکس اور اینگلز کی ایک اور تصنیف "قاطع ڈیورنگ" میں اس بات کی تصدیق کی گئی ہے کہ "جب سے سرمایہ دارانہ طریقۂ پیداوار تاریخ کے میدان میں نمودار ہوا ہے ایسے افراد اور فرقے موجود رہے ہیں جنہوں نے کم و بیش مبہم انداز سے ایک ایسے مستقبل کی عکاسی کی ہے جس میں تمام ذرائع ملکیت میں لے لیے جائیں گے۔ تاہم، اس بات کو عملی بنانے کے لیے، اسے تاریخی طور پر ضروری بنانے کے لیے، پہلے ان معروضی حالات کو تخلیق کرنا ضروری ہے جن میں اسے عملی جامعہ پہنایا جائے گا۔" مارکس اور اینگلز کی تنقید کا نچوڑ ہمیں یہ دکھاتا ہے کہ سوشلزم کے نام پر پیش کی جانے والی ہر چیز کا تعلق مزدور طبقے اور کمیونسٹوں کے تاریخی کردار سے نہیں ہوتا۔

بیسویں صدی میں تعمیر کیے گئے سوشلزم کا انکار:

اکیسویں صدی کے سوشلزم کا پرچار کرنے والوں میں ایک بنیادی خاصیت ہے: سوویت یونین اور یورپی و ایشیائی ملکوں میں سوشلزم کی تعمیر کے تجربے کو مسترد اور محدود کرنا۔ کچھ لوگ اس سے آگے بڑھ کر، خود اکتوبر انقلاب پر الزام لگاتے ہیں اور ایسا کرتے ہوئے وہ کارل کاؤتسکی اور دوسری انٹرنیشنل کے موقع پرستوں کے پرانے خیالات کا سہارا لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس وقت مزدور طبقے کے ہاتھوں سیاسی اقتدار پر قبضہ کرنے کے لیے حالات ناپختہ تھے اور سوشلزم کی تعمیر ناممکن تھی کیونکہ اس کے لیے سرمایہ دارانہ نظام کی ترقی ضروری تھی۔ اس خیال سے وہ "جمہوریت" اور "کمیونزم" کے درمیان مبینہ علیحدگی کی بنیاد کی وضاحت کرتے ہیں۔

بیسویں صدی کے سوشلزم کو مکمل طور پر ابتداء سے ہی ناکام قرار دے کر اس کی مذمت کی گئی۔ تاہم، عمومی طور پر، حالانکہ وہ اکتوبر 1917ء کو جائز سمجھتے ہیں، لیکن "اکیسویں صدی کے سوشلزم" کے شارحین بنیادی اہمیت کے حامل معاملوں میں سوشلزم کی تعمیر پر، بالشویک پارٹی کے کردار پر خصوصاً، اور مارکس ازم–لینن ازم پر عمومی طور پر، ٹراٹسکائی تنقید کے خیالات اپناتے ہیں۔ آگے ہم ان کا مزید جائزہ لیں گے۔

اس معاملے میں انہیں دوسروں سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ مثال کے طور پر، 2002ء میں اٹلی کی کمیونسٹ پارٹی کی تعمیرِ نو کے لیے پانچویں کانگریس میں برٹینوٹی کے موقع پرست گروہ کی جانب سے اختیار کیا جانے والا موقف جس نے "سوشلزم کا جس طرح نفاذ کیا گیا اس کے تجربے میں بنیادی مداخلت" کی بات کی، ایک ایسی بات جس کے لیے وہ "اسٹالن ازم سے مکمل قطع تعلق" کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔

یہ دلیل دی جاتی ہے کہ نام نہاد اکیسویں صدی کے سوشلزم کی خاصیت میں شامل اس قسم کے بعض رجعتی خیالات پر تنقید اس لیے نہیں کی جاتی تاکہ سامراج مخالف جدوجہد کے مرکز لاطینی امریکہ میں، وینزویلا، ایکواڈور اور بولیویا وغیرہ میں جاری تحریک کو نقصان نہ پہنچے۔ حتی کہ بعض ایسی کمیونسٹ پارٹیاں بھی ہیں جن کے پروگرام، پروپیگنڈہ اور روزمرہ کی اصطلاحوں میں ایسے تصورات شامل ہیں۔

اپنے تنقیدی اور مختلف نکتہ نظر کو واضح کرتے ہوئے ہمیں یقین ہے کہ ہم سامراج مخالف ان تحریکوں کی تعظیم میں کمی نہیں آنے دیتے۔ ہم ان کی حمایت کرتے ہیں۔ یہ تحریکیں "اکیسویں صدی کے سوشلزم" کے پرچم تلے پیدا نہیں ہوئیں اور اپنے ابتدائی پروگرام کے تعلق سے یہ اب کافی ترقی کر چکی ہیں۔ لیکن یہ اضافہ کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ مستحکم تحریکیں نہیں ہیں اور یہ کہ "اکیسویں صدی کے سوشلزم" کے تحت پھیلائی جانے والی نظریاتی الجھنیں انہیں شکست کے راستے پر لے جاسکتی ہیں۔

مارکس سے اتفاق کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ حقیقی تحریک کا ایک قدم ایک ہزار پروگراموں سے زیادہ اہم ہے۔ لیکن ہم یہ اضافہ بھی کرتے چلیں کہ ایک غلط پروگرام تحریک کو کھائی کی جانب لے جاسکتا ہے۔ کمیونسٹوں کا فرض ہے کہ وہ مزدور طبقے اور عوام کے سامنے سائنسی سوشلزم کو راستے کے طور پر رکھیں اور مارکسی-لیننی نظریے کا اور سوویت یونین اور دوسرے سوشلسٹ ملکوں میں سوشلزم کی تعمیر کے عمل کا دفاع کریں۔ سرمایہ دارانہ نظام کا تختہ الٹنے کا سبق حاصل کرنے کے لیے تجربے کا سنجیدہ اور مارکسی مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ لیکن موقع پرستی، اصلاح پرستی، ترمیم پرستی اور رجعت پرستی کی جانب سے وضع کیے گئے دلائل کی بنیاد پر مزدور طبقے کے تاریخی تجربے کی مذمت کی جاتی ہے۔ کمیونسٹ اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ جس طرح پیرس کمیون کے مزدور انقلاب کے کم و بیش 70 دنوں نے وہ غیر معمولی تعلیمات فراہم کیں جنہوں نے مزدور طبقے کے انقلابی نظریے کو مالا مال کیا اسی طرح اکتوبر کے عظیم سوشلسٹ انقلاب کے ساتھ

شروع ہونے والی سوشلزم کی تعمیر کا تجربہ کمیونزم اور سوشلزم کی جدوجہد میں مزدور طبقے کی میراث کی سرپرستی کا قابل قدر حصہ ہے۔ اسے درگزر کرنا یا مسترد کرنا سنگین غلطی ہے۔

ہم یونانی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی جانب سے عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی 90ویں سالگرہ کے بارے میں دستاویز کی اس بات سے متفق ہیں: "کمیونزم کے نظریاتی محاذ کے سامنے موجود اہم فرائض میں سے ایک یہ ہے کہ مزدور طبقے کی نگاہ میں بیسویں صدی کے سوشلزم کا سچ بحال کیا جائے، مثال سازی کے بغیر، معروضی انداز سے، اور پیٹی بورژوا طبقے کی بہتان تراشی سے آزاد ہو کر۔ سوشلزم کی ترقی کے قوانین کا دفاع اور اس کے ساتھ بیسویں صدی میں سوشلزم کی اعانت کا دفاع ان موقع پرست نظریات کو جواب دینے کا تقاضا کرتا ہے جو سوشلزم کے "نمونوں" کو "قومی" خاصیتوں میں ڈھالنے کی بات کرتے ہیں۔ یہ (سوشلزم کی تعمیر) میں غلطیوں کی شکست خوردہ بحث کا جواب بھی دیتا ہے۔"

نئے فاعل (Subjects) بمقابلہ مزدور طبقہ:

اکیسویں صدی کے سوشلزم کے تمام شارحین میں یہ خیال مشترک ہے کہ آج مزدور طبقے کا انقلابی کردار دوسرے "فاعلین" سے مغلوب ہے، جنہیں "نئے سماجی فاعل کی تعمیر میں شریک کار" کے طور پر پکارا جاتا ہے۔ وہ "نئے بائیں بازو" کے، 1960ء اور 1970ء کی دہائی کے ہربرٹ مارکیوزے کے، مزدور طبقے کی اشراف داری (Gentrification) کے، اس کے ٹکڑوں میں تقسیم ہو جانے کے، اور "کام کا اختتام" ہو جانے کے دلائل سے رجوع کرتے ہیں۔ وہ "مزدور" کے تصور پر از سرِ نو غور کرنے کی صدا دیتے ہیں اور اس پر عمل کیے بغیر، وہ "سماجی تحریکوں" یا "دیسی (Indigenous) عناصر، یا "ہجوم" کو تبدیلی کا مرکز قرار دیتے ہیں۔

مارکس ازم-لینن ازم کا ایک نہایت اہم پہلو مزدور طبقے کے کردار کی صراحت ہے۔ لینن اس کا اظہار یوں کرتا ہے، "مارکس کے نظریے کی بنیادی چیز یہ ہے کہ وہ سوشلسٹ معاشرے کے معمار کی حیثیت سے مزدور طبقے کے تاریخی بین الاقوامی کردار پر زور دیتا ہے" اور اسی تصنیف میں وہ مزید کہتا ہے: "سوشلزم کے وہ تمام نظریات جن کا کردار طبقاتی اور سیاسی نہیں، جو طبقاتی سیاست پر مبنی نہیں، وہ سادہ طور پر احمقانہ نظر آتے ہیں"۔

یہ سچ ہے کہ تبدیلیاں ہوئی ہیں لیکن یہ تبدیلیاں کسی طرح بھی سرمایہ داری کے تضاد کو ختم نہیں کرتیں، یعنی، اس تضاد کو جو سرمایہ داراور مزدور کے درمیان ہے۔ یہ کسی بھی طرح اس حقیقت کو ختم نہیں کرتیں کہ مزدور طبقہ ہی مستقل طور پر واحد انقلابی طبقہ ہے جو نا صرف سرمایہ دارانہ اقتدار کے خاتمے کی جانب لے جاتا ہے بلکہ تمام انسانیت کی آزادی کی جانب بھی۔ وہ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ کسی طبقے کا کردار پیداوار میں اس کے مقام سے طے ہوتا ہے، معیشت میں اس کے معروضی کردار سے۔ مزدور، محنت کش طبقہ، محنت کش، اپنے لیے "طبقاتی شعور" حاصل کرنے کی راہ میں نہ صرف خود کو آزاد کرتا ہے بلکہ تمام نسل انسانی کو۔

اکیسویں صدی کے سوشلزم کا دعویٰ ہے کہ نہ ہی اقتدار پر قبضہ کرنا اور نہ ہی ریاست کا خاتمہ کرنا ضروری ہے۔ صرف حکومت حاصل کر کے یہ ممکن ہے کہ ایک نیا راستہ کھولا جائے۔ اسی وجہ سے، اس کے تمام شارحین سرمائے کے اقتدار کا خاتمہ کرنے، اسے توڑنے، انقلاب لانے کی بات کرنے کے بجائے اس اہم ترین ضرورت سے چھلانگ مار کر بچ جانے کی بات کرتے ہیں۔ وہ مابعد سرمایہ داری (پوسٹ کیپٹلسٹ) معاشرے کی بات کرتے ہیں اور ایسے پروگرام پیش کرتے ہیں جو اس نئے معاشرے میں منتقلی کو ممکن بنائیں گے۔ اسی وجہ سے، اس سیاسی - نظریاتی فضول گوئی کی زبان میں ایسی حکمتِ عملی کے کم ترین عناصر بھی وجود نہیں رکھتے جو ریاست کے خاتمے کی جانب لے جاسکیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں مزدور طبقے کی کسی انقلابی سیاسی جماعت کی تعمیر، ہراول دستے کی جماعت، ایک کمیونسٹ پارٹی کے وجود کے بارے میں کوئی فکر موجود نہیں ہے۔ ایسی پارٹی کس لیے؟ اگر یہ مزدور طبقے کو استحصال کرنے والوں کو دفن کرنے میں دلچسپی رکھنے والا سمجھتی ہی نہیں۔ اگر انقلاب کو ایسا لمحہ سمجھا ہی نہیں جاتا جس میں مزدور طبقہ سرمایہ داری کا تختہ الٹتا ہے، اگر مابعد سرمایہ داری معاشرہ قائم کرنے کا دعوی سرمایہ دارانہ ریاست کے ڈھانچے کے اندر رہتے ہوئے کیا جاتا ہے۔

آیئے اس بات کا جائزہ لیں کہ "اکیسویں صدی کے سوشلزم میں" نجی اور سماجی ملکیت ساتھ رہنے کے قابل ہیں اور انہیں ساتھ رہنا چاہیے بشرطیکہ سوشلسٹ مارکیٹ کی تعریف کی جائے۔ جب اکیسویں صدی کے سوشلزم کے پروگرام کے نکتہ نظر کا مشاہدہ کیا جائے تو کوئی اس مشابہت کو دیکھے بغیر نہیں رہ سکتا جو 1910ء میں میکسیکو کے انقلاب اور ان پیش رفتوں کے مزید پختہ ہونے میں تھی جو 1934ء سے 1940ء کے دوران لازارو کارڈیناس کی حکومت کے دوران ہوئیں۔ ان چھ

سالوں کے دوران یہ یقینی بنایا گیا کہ سکولوں میں، سماجی تنظیموں میں اور ریاستی انتظامی اداروں میں قومی ترانے کے ساتھ، مارسیلیز اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کے ترانے بھی گائے جائیں۔ زمینوں کی متاثر کن تقسیم پر عملدرآمد ہوا، جو ایک حقیقی زرعی اصلاح تھی۔ تیل، جو تب امریکی اور برطانوی اجارہ داریوں کے ہاتھوں میں تھا اسے قومیا لیا گیا اور عمومی طور پر قومیانے کی سیاست کا آغاز ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ 1980ء کی دہائی تک میکسیکو کی 70 فیصد معیشت قومیالی گئی۔ حتی کہ سپین کی جمہوریہ کو بڑی امداد دی گئی۔

اس عمل سے براوڈرازم پر عملدرآمد کے تحت یہ فریبِ نظر پھلا پھولا کہ میکسیکو کا انقلاب سوشلزم کی جانب ایک راستہ تھا۔ اکیسویں صدی کے سوشلزم کے موجودہ پیروکاروں کی طرح، اس وقت انہوں نے ایسی ریاست کی بات کی جو طبقوں اور طبقاتی جدوجہد سے ماورا تھی اور ترقی کا ذریعہ تھی۔ مارکسی-لیننی افراد کے نزدیک ریاست برسرپیکار طبقوں سے ماورا کوئی ریفری نہیں ہے۔ سرمایہ داری کے معاملے میں، یہ اس طبقے کے لیے غلبے کا، جبر کا آلہ ہے جس کے پاس ذرائع پیداوار اور تبادلے کی ملکیت ہے، یعنی سرمایہ دار طبقہ۔ قومیانا بذاتِ خود سوشلسٹ عمل نہیں ہے، اس لیے میکسیکو میں اس کا نتیجہ سرمائے کے ارتکاز اور مرکزیت کے میکانزم کی صورت میں سامنے آیا۔ سرمائے اور محنت میں تضاد کے بجائے یہ شمال اور جنوب کے درمیان، مرکز اور مدار کے درمیان تضاد تھا۔

اکیسویں صدی کے سوشلزم میں ایک اور بنیادی تصور یہ ہے کہ امیر شمال اور غریب جنوب کے درمیان تضاد کو حل کیا جائے۔ یہ تصور دھوکہ دہی پر مبنی اعدادوشمار پر قائم ہے اور اس حقیقت سے کٹا ہوا ہے کہ شمال اور جنوب، کرہِ ارض کے دونوں اطراف، طبقاتی جدوجہد موجود ہے؛ مرکز اور مدار کا خیال بھی اسی قسم کا نقصان دہ خیال ہے جو اس بات کو نظر انداز کرتا ہے کہ ہم سرمایہ داری کے اجارہ دارانہ مرحلے میں جی رہے ہیں، سرمایہ داری کے ایک زیادہ ترقی یافتہ مرحلے میں، یعنی سامراجی مرحلے میں، اور دنیا کے تمام ملک اس میں ڈوبے ہوئے ہیں اور باہمی انحصار کے رشتوں میں بندھے ہوئے ہیں۔ یہ معاملہ معمولی نااتفاقیوں کا نہیں بلکہ مختلف راستوں کا ہے۔

ایک جانب وہ لوگ ہیں جن کا خیال ہے کہ اس قسم کی تجویز آج بحران سے دوچار سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف متبادل کی بحث کو تازہ ترین بناتی ہے، کہ یہ اس کی اہمیت اور مطابقت ہے اور اس کا تنقیدی مرکزِ نگاہ ہے جو سوشلزم کی تعمیر کی غلطیوں

سے ماوراہونے میں مدد دیتا ہے۔ ہم یہاں کچھ ایسے سوالات پیش کرتے ہیں جن میں "اکیسویں صدی کے سوشلزم" کے پیروکار مدغم ہوتے ہیں، تاہم یہ اقرار کرنا ضروری ہے کہ ہمارے سامنے ایک ایسی تجویز ہے جو منضبط نہیں ہے بلکہ مختلف خیالات کا ملغوبہ ہے۔ بعض صورتوں میں مارکس ازم، عیسائیت، بولیویرین ازم کے خیالات کے پہلوؤں کی بنیاد پر اس میں اصطفائیت (eclecticism) کا، یعنی متفرق یا متضاد نظریات کا من پسند انداز سے مرکب بنا کر نئے تصورات تیار کرنے کا، غلبہ ہے۔

یہ اصطفائی خیالات اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ اشتراکی جمہوریت، کوآپریٹوز اور خود انتظامی، مزدور طبقے کی آمریت کی "استبدادیت" کا جواب فراہم کر دے گی۔ اور مختصراً، یہ بے ربط خیالات اس لیے اچھالے جاتے ہیں تاکہ کمیونسٹ نظریے کو ڈبویا جا سکے، لیکن دلائل کے بغیر، آج ایک موقف اور کل دوسرا، میکسیکو کی ادارہ جاتی انقلابی پارٹی جیسے مزدوروں کے دشمنوں کے ساتھ "پانچویں انٹرنیشنل" کی تعمیر کے مطالبوں جیسی مکمل الجھن کے ساتھ۔

عہدِ حاضر کی جدوجہد کمیونزم کے سرخ پرچم کے گرد مضبوطی سے یکجا ہو کر پیش قدمی کرنے کا، زندگی کے مادی حالات کی تبدیلی کا، پیداوار کے سرمایہ دارانہ رشتوں کے واحد ممکنہ طریقے سے، انقلابی طریقے سے، خاتمے کا تقاضا کرتی ہے۔ الجھن کسی کام میں مددگار نہیں ہوتی، یہ ایسے بے ربط تصورات کا بھنور ہے جنہیں موضوعِ بحث کے ساتھ ابھارا جاتا ہے اور جنہیں آخری تجزیے میں صرف اس لیے پیش کیا جاتا ہے تاکہ سرمایہ داری کو انسان دوست بنانے کے ناممکن کام کو ممکن بنانے کے لیے اسے سدھارا جا سکے۔ مزدور طبقے کے لیے، اور صرف لاطینی امریکہ کے ہی نہیں، طبقاتی شعور رکھنے والی قوتوں اور انقلابی قوتوں کے لیے، فرض یہ ہے کہ ان کمیونسٹ پارٹیوں کو مضبوط کیا جائے جو اپنے اصولوں اور پروگرام میں، اپنے عمل میں، پیرس کمیون سے لے کر اکتوبر انقلاب تک، ساری دنیا کے مزدوروں کے تاریخی تجربے کو سرمایہ داری کے خاتمے اور سوشلزم کی تعمیر کے لیے اپنی جدوجہد میں شامل کرتی ہیں۔

بہرحال، یہ نتیجہ اخذ کرنا ضروری ہے کہ "اکیسویں صدی کا سوشلزم" ایک اجنبی موقف ہے۔ حتی کہ یہ مارکس ازم-لینن ازم کا اور بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک کا نہ صرف سیاسی سوالوں پر بلکہ نظریاتی معاملات میں بھی مخالف ہے۔ یہ کمیونسٹ

پارٹیوں کا فرض ہے کہ طبقاتی شعور کی ترقی کے لیے، مزدور طبقے کی تنظیم سازی کے لیے، استحصال زدہ محنت کشوں کے اجماع کے لیے، سرمایہ دارانہ نظام کے خاتمے کے خواہشمند تمام لوگوں کے ساتھ جو اس مقصد کے ساتھ اس کا خاتمہ چاہتے ہیں جو 1917ء سے مکمل قوت اور صداقت کے طور پر یعنی سوشلسٹ انقلاب کے طور پر موجود ہے، ضروری اتحاد قائم کرنے کے لیے سرخ پرچم کو بلند کریں۔ (ختم شد)۔